اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

نمبر ۱ / ۲ جلد ۸

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے ایڈیٹر۔ نذیر احمد افریقی

۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء و یکم جنوری ۱۹۳۶ء ۱۸ رمضان المبارک و ۵ شوال ۱۳۵۴ھ

چندہ سالانہ دو روپیہ ۱۲ آنے

فہرست مضامین

نہایت ضروری اصلاح اور لجنہ اماء اللہ قادیان کی خدمت میں گذارش ۳ / ۶

رمضان مبارک اور جلسہ سالانہ کی آمد ۶

احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت اور ہمارے فرائض ۷ / ۱۱

انبیاءؑ کی بعثت اور ابنائے دُنیا کی مخالفت ۱۲ / ۱۴

ناجی فرقہ ۱۵ / ۱۶

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ ۱۷ / ۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران مصباح کی خدمت میں درخواست

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مصباح کی نویں جلد ختم ہوئی اور اس نمبر کیساتھ دسویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ انکی خدمت میں التماس ہے۔ کہ نئے سال کا چندہ بہت جلد ارسال فرماویں تاکہ جنوری میں رسالہ وی۔ پی نہ کرنا پڑے ؛

بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصے تک مصباح کو باقاعدہ وصول کیا۔ مگر اسوقت تک انہوں نے قیمت ادا نہیں فرمائی ہم اُن کی خدمت میں بھی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اپنا بقایا جلد ادا کر کے مصباح کی امداد فرماویں ؛

افسوس ہے کہ بہت سی بہنیں باوجود اس قابل ہونیکے کہ اپنے قیمتی خیالات سے دوسری خواتین کو مستفید کریں مصباح کیلئے مضمون نہیں لکھتیں۔ ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ علم جس سے دوسروں کو مستفید نہ کیا جائے بے برکت ہوتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ بڑھتا نہیں بلکہ کچھ مدت کے بعد کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچانا ومما رزقنھم ینفقون کے حکم قرآنی کے خلاف ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر اُردو خوان خاتون اگر چاہے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی مضمون نگار بن سکتی ہے۔ ضرورت صرف کوشش اور استقلال کی ہے جس موضوع پر لکھنا ہو اسکے متعلق مناسب کتابیں دیکھی جائیں یا کسی صاحب علم سے گفتگو کیجائے۔ اور پھر دو ایک دن کے بعد مضمون لکھا جائے۔ چند دنوں کے بعد اسے دوبارہ پڑھ کر اصلاح کر لی جائے۔ اور اس طرح پر خوشخط کر کے لکھا جائے کہ بین السطور کافی جگہ اصلاح کیلئے باقی رہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ مضمون نگار خود غور اور فکر سے کام لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دماغ میں قابلیت رکھی ہے کہ وہ غور و فکر کے نتیجہ میں بہت سے حقایق معلوم کر سکتا ہے ؛

درحقیقت مصباح عورتوں کا اخبار ہے۔ اور زیادہ تر خواتین ہی کے مضامین اسمیں شائع ہونے چاہئیں۔ امید ہے کہ بہنیں اس طرف متوجہ ہونگی ؛

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمام خریداران مصباح کو رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی برکات سے کماحقہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ جو ۱۹۳۶ء کا نیا سال چڑھ رہا ہے۔ ہم اس میں اپنی تمام کمزوریوں پر فتح پائیں۔ اور نئے رُوحانی منازل طے کریں۔ ہم سب کا مرنا اور جینا اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔ آمین۔ مصباح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء و یکم جنوری ۱۹۳۶ء

نہائیت ضروری اصلاح

اور

لجنہ اماء اللہ قادیان کی خدمت میں گذارش

ہمیں ندامت ہے کہ حضرت امیر المومنین کے درس القرآن میں جو یکم دسمبر کے مصباح میں شائع ہو چکا ہے۔ بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جن کی اصلاح ضروری ہے۔ وہ کلام جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہو۔ اس کی اصلاح ایڈیٹر کے لئے ایک نہایت ہی نازک کام ہے۔ اس لئے جب تک لجنہ اماء اللہ قادیان ہمارے ساتھ اس کام کی سرانجام دہی میں پورے طور پر تعاون نہ کرے گی۔ ہمارے لئے درس کا مستقل طور پر مصباح میں شائع کرنا سخت مشکل ہو گا۔ سردست ہماری درخواست یہ ہے کہ لجنہ اماء اللہ علاوہ موجودہ نوٹ لینے والی بہنوں کے دو اور بہنوں کو جو اس نازک کام کی اہلیت رکھتی ہوں۔ درس لکھنے کیلئے مقرر فرمائے۔ اور انہیں ہدایت کی جائے۔ کہ کاغذ کو درمیان میں شکن ڈال کر اُسکے دائیں کالم میں ایسے طریق سے درس لکھیں۔ کہ بین السطور کافی جگہ اصلاح کے لئے باقی رہے اور بایاں کالم خالی چھوڑ دیں۔ اس طرح مقابلہ کر کے ہمیں حضور کا مفہوم معلوم کرنے میں آسانی ہو جائیگی۔ ہم کاغذ مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں ؛

گذشتہ نمبر میں شائع شدہ درس کے متعلق ہم بعض نوٹ قرآنی آیات کے ساتھ یہاں درج کر دیتے ہیں تاکہ ایک حد تک جبر نقصان ہو جائے۔ ناظرات سے درخواست ہے۔ کہ سورہ تحریم کا درس مطالعہ فرماتے وقت اُن نوٹوں کو بھی دیکھ لیں۔ یہ نوٹ ایڈیٹر کی ذمہ واری پر شائع ہو رہے ہیں ؛

یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم

اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ بعض بیویوں کے کہنے کی وجہ سے حضرت رسول کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وسلم نے شہد کو جو ایک حلال چیز ہے۔ حرام قرار دیدیا تھا۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ بیویوں کو خوش کرنے کے لئے حضورؐ نے شہد ترک کر دینے کا عہد کیا تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک حلال چیز استعمال نہ کی جائے۔ مگر اُسے ترک کر دینے کا عہد گویا کہ وہ حرام ہو گئی ہے جائز نہیں۔

قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم

اللہ تعالیٰ حکم دے چکا ہے۔ ایسی قسموں کو (جنہیں مثلاً کسی حلال چیز کے ترک کرنے کا عہد کیا گیا ہو) کفارہ دیکر توڑ دینے کے متعلق۔

واذ اسرّ النبیّ الیٰ بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہ اللہ علیہ عرّف بعضہٗ واعرض عن بعضٍ۔ فلما نبأھا بہ قالت من انبأک ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔

اس آیت اور پہلی آیات کے متعلق غیر احمدی علماء کا خیال ہے۔ کہ ماریہ قبطیہ سے جو ایک بیوی کی لونڈی تھیں۔ حضورؐ کو صحبت کرتے ہوئے اس بیوی نے دیکھ لیا۔ تو حضورؐ نے اس۔۔۔۔ سے کہا کہ کسی سے ذکر نہ کرے۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کرونگا۔

یہ سارا قصّہ جھوٹ ہے۔ اور غیر احمدیوں کے دعویٰ اسلام کی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ ماریہؓ ایک لونڈی تھیں جنہیں مقوقس نے جو مصر کا عیسائی بادشاہ تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ حضورؐ نے اُنہیں شرف زوجیت عطا فرمایا۔ اور اُن کے بطن سے صاحبزادہ ابراہیم جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے پیدا ہوئے۔

علاوہ ازیں جن روایات کی بنا پر یہ قصّہ صحیح سمجھا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک میں حضورؐ کے یہ الفاظ درج ہیں۔ کہ میں اُمّ ابراہیم سے کبھی صحبت نہیں کرونگا۔ سو یہ قصّہ اوّل تو اس وجہ سے محض بکواس ہے۔ کہ ماریہؓ حفصہؓ کی لونڈی ہرگز نہ تھیں۔ اور دوسرے اگر اسے صحیح بھی مانا جائے تو ماریہؓ اس واقعہ سے پہلے اُمّ ابراہیم بن چکی تھیں۔ اس لئے اس بات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ کہ حضورؐ اس واقعہ کو پوشیدہ رکھنے کے متعلق حضرت حفصہؓ کو ارشاد فرماتے۔ اس لئے بیرونی اور اندرونی شہادت سے یہ قصّہ غلط ٹھہرتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ واذ اسر النبی میں کس بات کی طرف اشارہ ہے۔ سو یاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ اس کی تلاش لاحاصل امر ہے۔ اگر اُس کا علم ہمارے لئے ضروری ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کا ذکر کر دیتا۔ آیت کا مطلب صرف اسقدر ہے۔ کہ امانت ایک قیمتی جوہر ہے۔ کسی کے راز کی بات دوسرے سے ہرگز نہ کہنی چاہیئے۔ راز نہ رکھنے کی وجہ سے کئی قسم کے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بیوی خاوند کو خصوصًا یہ بات یاد رکھنی چاہیئے ؛

اسی ضمن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی خلافت کے متعلق جو بات حدیث میں آئی ہے وہ یکم دسمبر کے مصباح میں شائع ہو چکی ہے۔ حضورؐ نے حضرت حفصہؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا ذکر کیا تھا۔ اور انہوں نے آگے حضرت عائشہؓ سے کہدیا۔ چونکہ خلیفہ کے متعلق قبل از وقت معلوم ہو جانے سے فتنہ پیدا ہو سکتا تھا۔ حضورؐ نے اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا۔ مگر اس حدیث کی روایت پختہ نہیں ؛

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من رّوحنا وصدقت بکلمٰت ربّھا و کتبہٖ وکانت من القانتین۔

اور بعض مومنوں کی مثال مریم کی طرح ہے۔ جس نے اپنے تمام سوراخوں کی حفاظت کی یعنی آنکھ کان زبان وغیرہ کے تمام گناہوں سے بچتی رہی۔ پس نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہم نے اُسکی طرف اپنا کلام بھیجا اور اس نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کے کلام کی اور اس کی کتابوں کی۔ اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ؛

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کے بعض افراد کو جو گناہ کی آلائش سے کلی طور پر پاک ہوتے ہیں۔ حضرت مریم سے تشبیہ دیکر فرمایا ہے۔ کہ جب ایسے لوگ ترقی کرتے ہیں۔ تو ان پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ جب حضرت مریم پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا تھا۔ تو وہ مریم سے ابن مریم کے پیدا ہونے کی خوشخبری لایا تھا۔ اسی طرح یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اُمتِ محمدیہ کے وہ کامل افراد جو مریمیت کی صفت سے متصف ہوں۔ جب ترقی کرتے ہیں تو ان میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رُوح نفخ کر دیتا ہے۔ اور وہ ابن مریم بنجاتے ہیں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو ابتدائی الہامات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مریم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ جیسے فرمایا:۔ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنۃ نفخت فیك من لدنی رُوح الصدق۔ اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میںنے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونکدی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶ لیکن بعد میں عیسےٰ کے نام سے حضور کو پکارا گیا۔ جیسے حضورؑ کے الہام یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶) سے ظاہر ہے ۔

پس اوّل اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُمّت محمدیہ کے بعض افراد جو مریمی صفت رکھتے ہیں۔ ترقی کرکے ابن مریم بنجائینگے یعنی ابن مریم مسلمانوں میں سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ سوائے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے کسی فرد نے مریم اور مریم سے ابن مریم بننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ اپنی طرف سے اور نہ خدا کے الہام سے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت تسلیم نہ کی جائے تو آیت باطل ٹھہرتی ہے ۔ (ایڈیٹر)

رمضان مبارک اور جلسہ سالانہ کی آمد

میرا علم اتنا وسیع نہیں۔ کہ میں رمضان مبارک اور جلسہ سالانہ کے فرائض کما حقہٗ بیان کرسکوں۔ تاہم مختصر الفاظ میں چند باتیں بہنوں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک ماہ سے ہم سب بہنوں کو حقیقی طور پر مستفید ہونیکی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

رمضان مبارک کا مہینہ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اس مبارک ماہ میں اوّل سے لیکر آخر تک برکات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ عفو و بخشش کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔ یہ ایک مبارک مہینہ ہے۔ جسمیں مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت روزہ رکھ کر اپنے تئیں گناہوں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ تزکیہ نفس اور اصلاح نفس کے لئے بھی یہ ماہ نہایت ہی مبارک ہے دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص موقعہ ہوتا ہے۔ اس ماہ میں دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ اور مانگنے والے کیلئے طمانیت قلب اور ازدیاد ایمان کا موجب بنتی ہیں اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ الغرض میری قلم کیا اہم ہیں سے قابل ترین قلم رمضان مبارک کی فضیلتیں بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اس سال کے افضال کی مزید فضیلت یہ ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے بہت سے افراد کو جلسہ سالانہ کیوجہ سے قادیان دارالامان میں کچھ روزے رکھنے کا موقعہ مل جائیگا۔ اور جمعۃ الوداع نیز عید الفطر قادیان دارالامان میں اپنے پیارے امام کی اقتدا میں پڑھنے کا موقعہ میسّر آئیگا ۔

رمضان مبارک کے ابجدی حساب سے اعداد بھی پورے ۱۳۵۴ھ ہوتے ہیں ۔

لہذا میں اپنی احمدی بہنوں سے التجا کرتی ہوں کہ امسال دگنی برکات حاصل کرنے کے لئے خصوصیت سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ سالانہ پر قادیان دارالامان جاکر رمضان کی برکات حاصل کرنیکا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(راقمہ حمیدہ خانم بنت شیخ عباد اللہ خان صاحب ملیٹڈ روہوری ریاست پٹیالہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت اور ہمارے فرائض

پیشتر ازیں دو مضامین کے ذریعہ میں اپنی بہنوں کو بچوں کی تربیت کے مقدس فرض کی طرف متوجہ کر چکا ہوں۔ گذشتہ مضمون کے اختتام پر میں نے چند اصولی امور بچوں کی تربیت کے متعلق تحریر کئے تھے۔

میرے پہلے دو مضامین سے بہنوں پر واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ قوموں کی ترقی کا انحصار بچوں کی صحیح تربیت اور تعلیم پر ہوتا ہے۔ جب کبھی کوئی قوم اس فرض سے غافل ہو جاتی ہے۔ وہ تباہی کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ سپین میں جب مسلمانوں نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کرنی شروع کر دیں۔ اور اپنے بچوں کی تربیت کی پوری نگرانی نہ کی۔ تو خود مسلمانوں کے بچے عیسائی ہو کر اسلام کے دشمن بن گئے۔ اور مسلمانوں کی عدم توجہی ان کی ...... اس تباہی کا باعث ہوئی۔ جس کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ایسا ہی ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کا حال ہوا۔ پس ہمیں شروع سے اپنے بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے لئے جو سات ضروری امور میں نے گذشتہ مضمون میں بیان کئے تھے۔ ان کو مختصراً دہرا کر ان میں سے بعض کو اس مضمون میں تفصیلاً بیان کروں گا۔

(۱) علم دین خصوصاً علم قرآن کا بچوں کو شیدا بنایا جائے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کا بچپن سے ہی عادی بنایا جائے۔

(۲) بچوں کے اندر قومی جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لئے بزرگوں کے حالات سبق آموز طریق سے بیان کئے جائیں۔ اور اسلامی تاریخ سے بچوں کو واقف کیا جائے۔

(۳) بچپن سے ان کے اعمال اسلامی شعائر کے مطابق بنائے جائیں۔

(۴) بچوں کے اخلاق کی نگرانی کی جائے برے اخلاق روکے جائیں۔ اور نیک اخلاق پیدا کئے جائیں۔

(۵) والدین خود بچوں کے لئے اسلامی تعلیم کا نمونہ بنیں۔ کیونکہ نمونہ بہترین استاد ہے۔

(۶) زیر تربیت بچوں میں خدائے تعالیٰ۔ حضرت رسول کریم صلعم۔ حضرت مسیح موعودؑ کی محبت پیدا ہو

(۷) مرکز اور خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے جذبات پیدا کر کے ان میں فرمانبرداری کا مادہ پیدا کیا جائے۔ گو نمبر ۶ و ۷ سب سے زیادہ ضروری ہیں۔ مگر یہ باقی امور کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے میں نے ان کو سب سے آخر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں رکھا ہے:۔

اوّل۔ سب سے پہلے مَیں دینی تعلیم کے سلسلہ کو لیتا ہوں۔ کیونکہ عمل کا انحصار علم پر ہوتا ہے۔

ہمیں مذہبی تعلیم کے سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیئے کہ ابتداءً بچہ نقل کرنیکا عادی ہوتا ہے۔ یعنے والدین یا اس کے عزیز و اقارب مختلف اشیاء کے متعلق جو الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہی الفاظ وہ استعمال کرتا ہے۔ یا اگر کوئی چیز اُسکے سامنے آئے۔ تو اُس کے متعلق دریافت کرتا ہے۔ اور جو جواب اُسے دیا جائے۔ اُسے بلا حیل و حجت تسلیم کرلیتا ہے۔ اسلام نے تو اس فلسفہ کو یہانتک مدنظر رکھا ہے کہ بچہ کی پیدایش کے معاً بعد اُسکے کان میں اذان ڈالی جاتی ہے۔ اس میں دراصل یہ بتانا مقصود ہوتا ہے۔ کہ اسوقت سے ہی بچہ کی دینی تعلیم کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔

بعض دوستوں کو اگر بچوں کی دینی تعلیم کی طرف متوجہ کیا جائے۔ تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ابھی ابھی بچے ہیں۔ بڑے ہونگے تو خود بخود تعلیم حاصل کر لینگے۔ حالانکہ وہ اس امر کو نہیں سمجھتے۔ کہ عملاً تعلیم کا سلسلہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ تعلیم سے مراد پڑھنا لکھنا خیال کرتے ہیں۔ حقیقتاً اس سے مراد علم حاصل کرنا ہے۔ اور اِس کا تعلق دماغ سے ہے۔ اور جب سے انسان دُنیا میں آتا ہے۔ اُسی وقت سے اُس کے دماغ کے وہ حصے جو جو علم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اپنا کام شروع کردیتے ہیں۔

چونکہ بچہ ابتدا سے ہی علم حاصل کرنا شروع کردیتا ہے۔ ہمیں شروع سے ہی اُس کے لئے ایک ایسا پروگرام مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جس سے ہم اُسے صحیح طور پر دینی تعلیم دے سکیں۔ جب سے بچہ بولنا شروع کرے۔ اُسے ساتھ کے ساتھ ہی بعض مقدس الفاظ سکھائے جائیں۔ اور جوں جوں عمر بڑی ہوتی جائے ان الفاظ کو حسب لیاقت بڑھاتے جائیں۔ بعض احباب ممکن ہے۔ کہ اسے مشکل خیال کریں۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے۔ کہ جن گھروں میں شروع سے دینی تعلیم کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ وہاں بچے کچھ نہ کچھ الفاظ صرف نقل سے ہی سیکھ جاتے ہیں۔ یعنی جیسے والدین سے سنتے ہیں۔ ویسے ہی الفاظ اپنی طوطلی زبان سے دُہراتے ہیں۔

دراصل یہ بنیاد ہے۔ جسپر ہم بچوں کی تعلیمی عمارت کھڑی کر سکتے ہیں۔ بچوں کو پہلے ہم یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ "ہمارا خدا ایک ہے"۔ "حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے رسول ہیں"۔ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے نبی ہیں"۔ "ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ہیں"۔ "حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ہیں"۔ "حضرت امیر المومنین میاں

بشیر الدین محمود احمدؓ ہمارے خلیفہ ہیں" "ہم احمدی مسلمان ہیں"۔

ضروری نہیں کہ یہی فقرے ہوں۔ میں نے چند فقرے لکھ دئے ہیں۔ احباب حسب لیاقت وحسب ضرورت ان فقروں کو کم وبیش کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی کوشش کی جائے۔ کہ عربی کے آسان دعائیہ فقرات بھی شروع میں بچوں کو یاد ہو جائیں۔

جب بچہ پڑھنے کے قابل ہو جائے۔ تو قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ قرآن کریم پڑھایا جائے۔ بعض لوگ دینی تعلیم سے پیشتر دنیوی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا نصب العین باقی دنیا سے مختلف ہے۔ اور ہر قوم اپنے نصب العین کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کرتی ہے۔ اور جب ہمارا نصب العین یہ ہے۔ کہ ہم دُنیا میں دوبارہ علمِ قرآن قائم کرینگے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے بچوں کو ابتداء سے ہی قرآن کریم کی تعلیم دیں۔ نیز یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ جو بچے پہلے قرآن کریم پڑھ لیتے ہیں۔ وہ آسانی سے اُردو کی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بہتر صُورت تو یہ ہے۔ کہ جو احباب بھی استطاعت رکھتے ہوں۔ وہ اُردو کی ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت اقدس کی موجودہ تحریک کے مطابق بچوں کو مزید تعلیم کے لئے دارُ الامان بھیجیں ؛

اگر والدہ خود تعلیم یافتہ ہو۔ تو بچہ کی ابتدائی تعلیم بہت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ ہماری مستورات کو احمدیت اور اسلام کی تعلیم سے ضرور واقف ہونا چاہیئے۔

جب بچہ ناظرہ قرآن کریم ختم کرے۔ اور اُردو یا اپنے علاقہ کی زبان میں اس قدر دسترس حاصل کر لے۔ کہ وہ اس میں خط وکتابت کر سکے جو کہ چوتھی یا پانچویں تک ہو سکتا ہے۔ تو پھر قرآن کریم با ترجمہ شروع کر دیا جائے۔ چونکہ عربی ہماری ملکی زبان نہیں۔ اسلئے ممکن ہے۔ کہ بچہ ابتداءً مشکل محسوس کرے۔ اس لئے بہتر ہو۔ کہ پہلے پارہ کا ترجمہ اس طرح پڑھایا جائے۔ کہ الفاظ کے معانی اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ اگر بچہ ایک دو پاروں کا ترجمہ سمجھ کر پڑھیگا۔ تو پھر اُس کے لئے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ ترجمہ ختم کرنے کے بعد اگر تمام قرآن کریم کی تفسیر نہیں۔ تو ضروری ضروری مقامات کی تفسیر ضرور سکھا دی جائے۔ ایسا ہی احادیث کی کتب عمدۃ الاحکام وغیرہ ایک دفعہ ضرور اُس کی نظر سے گذر جانی چاہئیں۔ اس کے لئے بہترین درسگاہ مرکز کی درسگاہ ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہاں مدارس میں علمِ دین کی تعلیم کے علاوہ قرآن کریم کے درس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اور وہاں ہر وقت رُوحانیت وعلمِ دین کا دریا بہتا ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی دریا میں غوطہ لگائے

اور خالی آئے۔ کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے کر آئے گا۔

گو مَیں نے مرکز میں صرف تین سال تعلیم حاصل کی تھی۔ مگر مَیں محسوس کرتا ہوں۔ کہ اس تھوڑے عرصہ میں بھی ان بابرکت درسوں کے نتیجہ میں بہت سا فائدہ اس خاکسار کو ہوا لیکن اگر کوئی بھائی بچوں کو مرکز میں بھیجنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ تو اگر اُنکی جماعت میں درس کا کوئی سلسلہ جاری ہو۔ تو وہ اپنے بچوں کو ساتھ لایا کریں۔ اور جب بچے بڑے ہو جائیں۔ تو کم از کم موسمی تعطیلات کے ایام میں اُن کو مرکز میں بھیجکر ایک دو ماہ کے لئے دینی تعلیم دلوائیں۔ اگر احباب اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ تو امید ہے۔ کہ مرکز ان ایام میں اُن کی امداد کرنے سے دریغ نہ کریگا اور ایسے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مناسب انتظام کر دیا جائے گا۔

ایسا ہی یہ امر بھی ضروری ہے۔ کہ بچپن سے ہم اپنے بچوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور بزرگانِ دین کی کتب کی طرف متوجہ کریں۔ کیونکہ آج اسلام کی صحیح تعلیم اور قرآن کریم کی صحیح تفسیر صرف حضورؑ کی کتب میں موجود ہے آپؑ نے معارف کا ایسا دریا بہا دیا ہے۔ جس کی نظیر گذشتہ تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔

حضورؑ کی آمد سے قبل منطق و فلسفہ کے خشک مسائل کا نام علم دین رکھ دیا گیا تھا۔ جنکو قرآن کریم اور حقیقی اسلام کے ساتھ کوئی واسطہ نہ تھا۔ رسول کریمؐ کی پیشگوئی کے مطابق قرآن کریم لوگوں کے حلقوں کے نیچے نہ اُترتا تھا۔ اس زمانہ میں خدا کا مسیح قرآن کریم کو ثریا سے واپس لایا اور اس کی حقیقت سے دُنیا کو آگاہ کیا۔ پس قرآن کریم کی صحیح تعلیم و تفسیر وہی ہو سکتی ہے۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں ہو۔ اس لئے بجائے اس کے کہ بچے لغو اور بیہودہ کتب کا مطالعہ کریں۔ اُن کے ہاتھوں میں شروع سے ہی حسب لیاقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان سلسلہ کی کتب دی جائیں۔

بعض احباب اپنے بچوں کو حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں یاد کرا دیتے ہیں۔ ایسا ہی اگر دوسرے دوست بھی بچوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں اور حضورؑ کی کتب کے بعض ایسے حصے جو آسان ہوں۔ زبانی یاد کرا دیں تو بہت مناسب ہوگا۔ بچپن میں حافظہ عموماً تیز ہوتا ہے۔ اور بچہ آسانی سے یاد کر لیتا ہے۔

جن علاقوں کی زبان اردو نہیں۔ وہاں کے احمدیوں کو بھی اُردو سیکھنی چاہیئے۔ خصوصاً بچوں کو ضرور سکھانی چاہیئے۔ کیونکہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کا تازہ کلام کثرت سے اس زبان میں نازل ہوا۔ اور مسیح پاکؑ نے کئی کتب اس زبان میں لکھیں۔ جن کے ذریعہ سے تازہ نکات و معارف بیان کرکے لوگوں کو رُوحانی زندگی بخشی۔

ایسا ہی بچوں کو شروع سے مختلف مسائل سمجھاتے رہیں۔ مائیں اگر شروع سے تھوڑے تھوڑے مسائل ذہن نشین کراتی رہیں۔ تو بچوں کی گھٹی میں احمدیت کی تعلیم داخل ہو سکتی ہے۔ بعض دوست کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہم بے علم ہیں مگر یہ غلط ہے۔ آخر کسی علم کی بنا پر ہی انہوں نے احمدیت قبول کی۔ کم از کم وہی علم وہ اپنے بچوں کو پہنچادیں ؛

مجھے افسوس ہے۔ کہ بعض مخلص احمدی خاندانوں کے نوجوان جو تعلیم کے بعد ملازم بھی ہو گئے ہیں۔ قرآن کریم تک نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ گو ایسی مثالیں کم ہیں۔ مگر ایسی قوم جس کا دعوےٰ ہو۔ کہ اُس نے دُنیا میں قرآن کریم کی تعلیم کو از سرِ نو قائم کرنا ہے۔ اُس میں اگر ایسی مثالیں شاذ کے رنگ میں ہوں تو بھی قابلِ افسوس ہے۔

ہمارے ملک میں لڑکوں کی تعلیم کیطرف زیادہ توجہ ہے۔ اور تعلیم نسواں کی طرف بہت کم۔ مگر حال ہی میں جو توجہ ہوئی ہے۔ تو طریقۂ تعلیم ایسا ناقص ہے۔ کہ اخلاق کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ ہمیں اپنی بچیوں کو علم کے زیور سے تو ضرور مزیّن کرنا چاہیئے۔ مگر مذہبی تعلیم کو زیادہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اگلی نسل کے بچوں کی مائیں بنکر اُن کی تعلیم و تربیت کی ذمہ وار ہونگی اور اسلامی تقسیم کار کے مطابق عورت کا کام روزی کمانا نہیں۔ ہاں خاص حالات میں اگر کسی عورت کا خاوند یا بیٹا روزی کمانے کے قابل نہ ہو۔ تو اسلام اسے ملازمت وغیرہ سے نہیں روکتا۔ پس خوشی کا مقام ہے۔ کہ حضرت اقدس ؓ کے زیر ہدایت مرکز تعلیم نسواں کے سلسلہ میں مفید کتب شائع کرنے کا انتظام کر رہا ہے۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارے بچے خشک مُلّاں نہ بن جائیں۔ جہاں اُنہیں علم دین سے بہرہ ور کیا جائے۔ وہاں اُنہیں مروّجہ تعلیم خصوصاً سائنس و جغرافیہ کے اصولوں سے بھی واقفیت کرائی جائے۔

آجکل مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو دین کے معاملات میں عقل سے کام لینا گناہ خیال کرتے ہیں۔ یہ مُلّانوں کا طبقہ ہے۔ دوسرے وہ جو نئی روشنی کے دلدادہ ہیں۔ اور سائنس کے چار حرف پڑھ کر دُنیا کے تمام عالموں سے بڑھ کر اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں۔ اور دین کے ہر مسئلہ کو یا تو سائنس کے مروّجہ اصولوں کے مطابق کرنا چاہتے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو دینی مسائل کو ٹھکرا دیتے ہیں ؛

(باقی دارد)

انشاء اللہ العزیز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا درس القرآن مصباح میں باقاعدہ شائع ہوا کریگا۔ اس لئے بیرونی خواتین بشرطیکہ وہ مصباح کی خریدار ہوں قادیان کی اہم برکات سے مستفید ہو سکتی ہیں۔

انبیاءؑ کی بعثت

اور

ابنائے دُنیا کی مخالفت

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آکر دُنیا کو یہ نہیں بتایا۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ دکھایا۔ کہ خدا ہے۔ اور آپ نے اپنی زندگی کے ہر عمل سے ثابت کیا۔ کہ ایک زندہ خدا موجود ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مَیں اُن سب کو بیان نہیں کر سکتی۔ صرف ایک مثال بیان کر دیتی ہوں۔ جسے بچے بھی جانتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ سے ہجرت کر کے گئے۔ تو غار حرا میں جاکر ٹھہرے۔ قریش نے تلاش شروع کی۔ اور کھوجی کی مدد سے عین غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ کھوجی نے وہاں پہنچکر پُورے وثوق سے کہا۔ کہ یہاں تک ضرور آئے ہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ یہاں سے آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ مگر اس سے آگے ہرگز نہیں گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ کہ مکڑی نے غار کے مُنہ پر جالا تن دیا۔ اُسے دیکھکر اُن میں سے ایک نے کہا۔ مَیں تو ہمیشہ یہاں آتا ہوں۔ یہ غار تو ہمیشہ اسی حالت میں ہوتی ہے۔ لیکن کھوجی پُورے یقین سے کہہ رہا تھا۔ کہ اسجگہ سے آگے نہیں گئے۔ اور لوگ غار کے مُنہ پر کھڑے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اور بعد کے واقعات بتاتے ہیں۔ کہ اُن کا یہ خوف اپنی جان کے لئے نہیں۔ بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا۔ آپ نے گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ لاتحزن ان اللہ معنا۔ ڈرتے کیوں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے "جو خدا ہونا چاہیئے" کہنے والے کے مُنہ سے نہیں نکل سکتا۔ جنہوں نے خدا نہیں دیکھا ہوتا وہ ایسی حالت میں یہ نہیں کہتے۔ کہ خدا ہے۔ اور وہ ہمیں بچائیگا۔ بلکہ وہ ایسے موقعہ پر جان بچانے کے لئے کئی قسم کے حیلے اختیار کرتے ہیں۔ کبھی جھوٹ اور فریب اور کبھی خوشامد سے جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن سے یہ نہیں ہو سکتا کہ نڈر ہو کر کہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دُشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چنانچہ کھوجی نے اُن لوگوں سے کہا بھی کہ غار کے اندر دیکھو۔ مگر کسی نے نہ دیکھا۔ اور وہ لوگ وہیں سے واپس ہو گئے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جسے مُسلمان بچے بھی جانتے ہیں۔ یُوں تو آپ نے زندگی کی ہر ساعت میں اپنے عمل سے بتایا کہ

زندہ خدا موجود ہے۔ اور آپؐ اُسے ہی پیش کرتے ہیں۔ بلکہ بعض مواقع پر اسی زندہ خدا سے وحی پاکر قبل از وقت واقعات بتلا دیتے۔ چنانچہ بدر کی جنگ کے متعلق صحابہؓ کا بیان ہے۔ کہ آپؐ نے ہمیں یہاں تک بتادیا تھا۔ کہ فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ مارا جائیگا اور اس سے خدا کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے:۔

یہی چیز ہے جس کے لئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اسی وقت آتے ہیں۔ جبکہ زمین و آسمان کا رشتۂ الفت کمزور ہو جاتا ہے۔ اور وہ آکر اس رشتہ کو مضبوط کرتے ہیں۔ اور جب انبیاء علیہم السّلام آتے ہیں۔ تو اُن کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ اُن کو مان لیتے ہیں۔ اور جو شریر ہوتے ہیں وہ نہیں مانتے۔ وہ ہر قسم کی شرارتیں کرتے ہیں۔ لیکن خدا کا جلال ہر طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور خدا ہر رنگ میں اُن کی مدد کرتا ہے۔ مگر شریر نہیں مانتے۔ اور اپنی شرارت کا مزا پاتے ہیں۔ اب اسوقت یہ احرار ہمیں ہر طرح کی تکلیفیں دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خدا کا نام دُنیا سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ عقلمند انسان کے لئے ایک ہی نشان کافی ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ پانچ شدید زلزلے آئیں گے۔ اب دیکھ لیجئے۔ ایک کانگڑہ میں آیا۔ ایک بہار میں آیا۔ اور جو ۔۔۔۔ کوئٹہ میں آیا وہ تو بہت ہی المناک تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب دُنیا کی بدعملیاں اور بدکاریاں بڑھ جاتی ہیں۔ تو خدا کے قہری نشان ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن فاسقوں کو کوئی احساس نہیں ہوتا۔ ہاں جو مومن ہوتا ہے وہ ہر وقت خدا کے قہری نشان سے ڈرتا ہے۔ اب جماعت احمدیہ کو ہر طرح سے تکلیفیں دیجاتی ہیں۔ صرف اس واسطے کہ خدا کا ایک نذیر دُنیا میں آیا۔ اور جہاں کسی احمدی کو دیکھتے ہیں۔ اُسے مارتے اور بے عزت کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اور احمدیوں کے گھروں پر جاکر گالیاں دیتے ہیں۔ اور کافر کہتے ہیں۔ پر ہم اپنے امام کے حکم سے چُپ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ہم کو تعلیم دی۔ کہ محسن کا شکریہ ادا کرو۔ جس کے ہاتھ سے میٹھا کھاتے ہو اگر اسکے ہاتھ سے کڑوا بھی ملے تو کھالو اور اصلاح کی کوشش کرو۔ ہم آجکل حکومت کے ہاتھ سے کڑوا اور سخت کڑوا پھل کھا رہے ہیں۔ ہمیں دُکھ دیا جارہا ہے۔ اور ہماری دل آزاری اور ہتک کی جارہی ہے۔ اور مرکز سلسلہ میں بے حیثیت لوگ ہمارے آقا و مطاع کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ طاقت اور ثروت کے سامان

رکھتے ہوئے بھی اشتعال میں آتے ہیں تو روپئے اور روزے رکھ لیتے ہیں۔ اور مرکز سے باہر بھی جو سلوک ہم سے ہو رہا ہے۔ وہ بھی ہر طرح سے ناقابلِ برداشت ہے ؂

تھوڑے ہی دن ہوئے۔ کہ ہمیں نوشہرہ ککے زئیاں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک رات حبیب اللہ احراری نے تقریر کی۔ جسمیں کہا کہ اے لوگو دیکھو مرزا غلام احمدؑ نے تم پر بار بار لعنت کی ہے۔ اور احمدی لوگ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ اس واسطے یہ کافر ہیں۔ انہیں شہر سے باہر نکال دینا چاہیئے۔ میرے بھائیو! مرزائیوں سے بالکل نہ بولو کیونکہ اگر تم بولو گے تو اگلے جہان میں تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مُنہ کس طرح دکھاؤ گے۔ یہ مرزائی تو سیدھے دوزخ میں جائیں گے۔ عورتوں کو بار بار تاکید کی۔ مرزائیوں کو تندور سے روٹی بھی نہ پکانے دو۔ کیونکہ یہ تو کافر ہیں۔ اور اُن کو ہر طرح سے تکلیف دو۔ ان کو جتنی بھی تکلیف دوگے اُتنا ہی ثواب حاصل کرو گے۔ اگر وہ اس طرح بھی مرزائیت نہ چھوڑیں تو ان کے بچّوں کو پکڑ کر خوب مارو۔ جب بھی باز نہ آئیں۔ تو ان کی عورتوں کی بے عزّتی کرو۔ غرض جس طرح بھی ہوسکے ان کو تکلیف دو۔ باوجود اس کے ہم مخالفین کیلئے بھی ہدایت ہی کی دُعا مانگتے ہیں ؂

(جلسہ ۱۰ اقبال [illegible])

قابلِ توجہ موصیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ الوصیّت میں وصیّت کو دو اخباروں میں شائع کرانا موصی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن ۱۹۲۵ء سے پہلے کے موصیوں نے وصایا کو اخباروں میں شائع نہیں کیا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے۔ اور بغیر اس کے بعض دفعہ وصیّت کا مال وصول کرنے میں دقتیں بھی ہوتی ہیں۔ اِس لئے اِس اعلان کے ذریعہ تمام موصیان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنی وصایا کو دو اخباروں میں شائع کرائیں۔ چونکہ یہ کام فرداً فرداً ہر شخص کے لئے مشکل ہے۔ اِس لئے مجلس نے اس کے لئے ۸؍ فی وصیت مقرر کر دیئے ہیں۔ پس تمام موصی ۸؍ جلد سے جلد خزانہ صدر انجمن میں ارسال کر دیں تاکہ ان کی طرف سے اعلان کرایا جاسکے جن موصیوں نے اس طرف توجہ نہ کی اُن کے سرٹیفکیٹ منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی نے اعلان کرایا ہوا ہو۔ تو ان اخباروں کا حوالہ ارسال کردیں ؂

محمد سرور شاہ

۲۷/۱۱/۱۱ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

ناجی فرقہ

یہ مضمون ایک غیر احمدی خاتون نے ارسال فرمایا ہے۔ ہمارے نزدیک جب حق ان پر ظاہر ہو چکا انہیں بیعت کرنے میں اس وجہ سے توقف نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ فی الحال انہیں قادیان جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ (مصباح)

میں آج اس فکر میں مستغرق تھی۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری اُمت کے بہتر ۷۲ فرقے ہوں گے اکہتر ۷۱ فرقے ناری اور صرف ایک ناجی ہوگا۔ وہ ناجی فرقہ کونسا ہے۔ سب سے پہلے مجھ کو قرآن کریم سے تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ سُورہ عصر میں رب العباد ارشاد فرماتا ہے۔ والعصر انّ الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت تحقیق انسان خسارہ کی طرف جا رہا ہے۔ جسکا یہ مطلب ہوُا۔ کہ مثلاً میں بیس ۲۰ برس کی عمر طے کر چکی تو میری عمر میں سے بیس ۲۰ سال کم ہو گئے۔ اور اسطرح جتنی عمر گذرتی گئی اتنی ہی زندگی میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ اب خدا تعالےٰ وہ ترکیب بتلاتا ہے جس سے ہم خسارہ سے بچ سکتے ہیں۔ فرمایا:۔ الا الذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت یعنی اعمال صالحہ کرنیسے بل احیاءٌ عند ربّھم کا انجام عطا ہوتا ہے اور انسان نقصان سے بچ جاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے:۔ فمن یعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ یہاں بھی اعمال صالحہ اور توحید بجالانے اور توحید اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ پھر مَیں نے غور کیا۔ کہ اعمال صالحہ کیا ہیں۔ اگر نماز روزہ حج زکوٰۃ ہی کو اعمال صالحہ قرار دیا جائے۔ تو ہمارا سوال حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اعمال ایسے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تمام فرقے ان پر کم و بیش عمل کرتے یا عمل کرنے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ کونسے اعمال صالحہ ہیں جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بجالاتے تھے۔ اور آجکل کے مسلمانوں میں سے کوئی ایک فرقہ ان اعمال میں دوسرے فرقوں سے ممتاز ہے۔ وہ فرقہ جو ایسے کام کرتا ہے۔ جو رسُول کریمؐ کرتے تھے۔ جبکہ دوسرے تمام فرقوں نے وہ اعمال چھوڑ دئے وہی فرقہ ناجی ہوگا۔ اور دوسرے تمام فرقے ناری۔ دلیل اسپر یہ ہے۔ کہ اس تہتر ۷۳ فرقوں والی حدیث میں مذکور ہے۔ کہ جب صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا۔ کہ اس ناجی فرقے کا امتیاز کیا ہوگا۔ تو حضورؐ نے فرمایا:۔ وما انا علیہ و اصحابی۔ کہ وہ ناجی فرقہ وہ عمل کریگا۔ جو مَیں اور میرے صحابہؓ کرتے ہیں۔ اس بات پر

غور کرنے سے معلوم ہؤا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات بابرکات اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام میں ختم فرمائی۔ آخری وقت تک اشاعت اسلام فرماتے رہے۔ اور حضور کی وفات کے بعد خلفائے راشدین بھی اسی پر عمل کرتے رہے۔ پھر مَیں نے غور کیا۔ کہ یہ عمل صالح ان بہتر فرقوں میں سے کونسا فرقہ بجالارہا ہے جو بروئے آیت مندرجہ بالا ناجی ہونیکا مستحق ہے۔ تو اکہتّر فرقے جو شیعہ۔ اہلحدیث۔ وہابی وغیرہم پر مشتمل ہیں۔ ایک دوسرے پر کفر کا فتوٰی صادر کر رہے ہیں۔ خواہ کوئی رضا خانی ہو یا دیوبندی خواہ حنفی ہو یا شیعہ یہ ناممکن ہے کہ کفر کے فتوے سے بچ سکا ہو۔ گویا بجائے دوسری قوم کو مشرف بہ اسلام کرنے کے یہ مسلمان کہلانیوالے ایک دوسرے کو کافر بنارہے ہیں۔ مشہور ہے۔ ایک جلسہ ایسے ہی مختلف الخیال مولویوں نے آریوں سے تبادلہ خیالات کرنے کی غرض سے منعقد کیا۔ آریہ صاحبان مذاقیہ طور پر ایک آریہ کو آگے کر کے کہنے لگے۔ کہ مولوی صاحبان یہ مُسلمان ہونا چاہتا ہے۔ ہمارا کہنا نہیں مانتا۔ آپ اسے مُسلمان کیجئے۔ ایک مولوی صاحب فرمانے لگے۔ آؤ بھائی نہیں ہم مسلمان کرینگے۔ تب اُس مسلمان ہونے والے آریہ نے کہا۔ کہ آپ پر کفر کا فتوٰی تو نہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اس سے تم کو کیا مطلب۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ مَیں مُسلمان ہونے آیا ہوں کافر ہونے تو نہیں آیا۔ جس پر کفر کا فتوٰی نہ لگا ہو وہ مجھے مُسلمان کرے۔ سب مولوی خاموش ہوگئے اور آریہ لوگ ہنستے ہوئے چلے گئے۔ علمائے وقت کے پاس سوائے تکفیر کے تبلیغ اور اشاعت اسلام کا نام تک نہیں۔ ہاں البتہ اس عمل کی توفیق اللہ تعالٰی نے صرف جماعت احمدیہ کو دی ہے۔ اور اس کی تبلیغ دُنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ لنڈن۔ امریکہ۔ افریقہ۔ سماٹرا۔ کابل۔ غرضیکہ تمام ممالک میں اس جماعت کے مبلغ اور منّاد کام کر رہے ہیں۔ صدہا انگریز و دیگر اقوام کے افراد ان کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام کو ہر لحظہ یہی مدِّ نظر ہے۔ کہ تمام دُنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔

الحمدللہ مجھے اطمینان ہوگیا۔۔۔ کہ فرقہ ناجی صرف احمدیہ جماعت ہے ؛

والسّلام

(خاکسارہ سرتاج بانو شاہجہانپور)

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ

لجنہ اماءُ اللہ حیدر آباد دکن

بحمدہٖ تعالیٰ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء کو احمدیہ جوبلی ہال میں سیرۃ النبیؐ کا جلسہ زیر صدارت عالیجنابہ بیگم صاحبہ ہمایوں مرزا صاحب منعقد کیا گیا۔ جسمیں تقریباً ایکسٹو بیگمات نے شرکت فرمائی۔ ساڑھے چار بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اور سعیدہ بیگم بنت سیٹھ محمدؐ غوث صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ پھر زینب بیگم صاحبہ بنت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے "ہمارا رسولؐ غیروں میں مقبول" پر مضمون سُنایا۔ اسکے بعد میری عزیز بہن صغریٰ بیگم نے "رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمنوں کی اذیتوں پر صبر" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ جنابہ ملکوت بیگم صاحبہ نظامی نے توحید باری تعالےٰ وفضیلت درُود پر تقریر فرمائی . . . .

. . . بعد ازاں اہلیہ صاحبہ مولوی عبد الحي صاحب نے ایک مختصر تقریر کے بعد نعت سُنائی۔ آخر پر خاکسارہ نے اغراض جلسہ سنائے۔ پھر صدر محترمہ نے حاضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ برخواست کیا۔ (خاکسارہ اہلیہ سیّد بشارت احمد

لجنہ اماء اللہ سہارنپور

۲۴ نومبر کو جلسہ سیرت النبیؐ زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ بوقت شب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک نظم دُرِّثمین سے عظمت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھی گئی۔ پھر عاجزہ نے اخبار میں سے ایک مضمون بعنوان "دعوت الی الحق میں بے نظیر استقلال دکھانیوالا بڑھا" پڑھا۔ محترمہ عطیہ خانم صاحبہ نے اپنا تحریر کردہ مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادہ زندگی پر سُنایا۔ بعدہٗ مکرمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے آنحضرت صلعم کی ازدواجی زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور دُعا پر جلسہ ختم ہوا۔

افسوس کہ اس دفعہ مکرمہ سیکرٹری صاحبہ بوجہ علالت طبع تشریف نہ لا سکیں۔ بہنیں انکی صحت کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائیں۔

(راقمہ احمدی بیگم نائب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سہارنپور)

لجنہ اماءُ اللہ پشاور

لجنہ اماء اللہ پشاور کے زیر اہتمام سیرت النبیؐ کا جلسہ مورخہ ۲۴ نومبر جناب میاں حیات محمدؐ صاحب ایس ڈی او کے مکان پر منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی ۱۲ بجے دن کے شروع ہوئی۔ صدر جلسہ باتفاق رائے محترمہ قانتہ صاحبہ ہمشیرہ جناب میاں اجبار الدین صاحب

متفرق ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم جنابہ صدر صاحبہ نے فرماکر جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ جنابہ شفقت بیگم صاحبہ بنت جناب خان بہادر حکیم اللہ خان صاحب نے بمعہ دیگر تین لڑکیوں کے نہایت خوش الحانی سے نعت پڑھی۔ ممتاز بیگم صاحبہ نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمنوں سے سلوک" پر خاتم النبیینؐ نمبر سے مضمون پڑھ کر سُنایا۔ اہلیہ صاحبہ جناب کرامت اللہ صاحب نے خاتم النبیینؐ نمبر سے ایک اور مضمون پڑھا۔ امتہ اللہ بیگم نے نعت پڑھی اور حمیدہ اختر نے اپنا مضمون پڑھا۔ شفقت بیگم نے بمعہ ہمشیرگان نعت پڑھی۔ زینب بیگم نے اخبار الفضل سے ایک مضمون سُنایا۔ زہرا بیگم نے کلام محمود سے نظم پڑھی۔ شفقت بیگم صاحبہ نے فرائض مستورات پر ایک مضمون سُنایا۔ جس سے بہنیں بہت محظوظ ہوئیں۔ بعدہٗ جنابہ قانتہ صاحبہ صدر جلسہ نے خطبہ تحریک جدید پڑھ کر سُنایا۔ اور صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریک جدید میں حصہ لینے کے لئے پُرزور اپیل کی اور چندہ جلسہ سالانہ کے لئے بھی تحریک کی۔ حاضرات کی تعداد کافی تھی۔ غیر احمدی بہنیں بکثرت موجود تھیں۔ صاحبۂ خانہ نے حاضرات کی تواضع چائے۔ کیک۔ بسکٹ اور پیسٹری سے کی۔ اور جلسہ دُعا پر ختم ہوا۔

تمام ممبرات میاں صاحب اور اُن کی اہلیہ صاحبہ کا شکریہ ادا کرتی ہیں جنہوں نے اپنا مکان جلسہ کے لئے دیا۔ اور حاضرات کی تواضع کی۔ جزاھما اللہ احسن الجزاء۔

(سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پشاور)

فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے مشاورۃ ۱۹۳۵ء میں احباب کے مشورہ سے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ "جن موصیوں نے جائیداد کی وصیّت کی ہوئی ہو انہیں اپنی جائیداد کی آمدنی کے علاوہ باقی ہر قسم کی . . . . دوسری آمدنیوں پر بھی ضرور حصّہ آمد ادا کرنا چاہیئے" یعنی انکو ماہوار آمدنی کی وصیّت بھی کرنی چاہیئے۔ اس وقت اس فیصلہ کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن احباب نے اس فیصلہ کی تعمیل کیطرف توجہ نہیں کی۔ چونکہ اس فیصلہ کی تعمیل ضروری ہے۔ اسلئے ایسے احباب کو جلسہ سالانہ تک حصّہ آمد کی وصیّت کر دینی چاہیئے۔ ورنہ پھر ایسے موصیان کے نام مجلس کارپرداز میں سرٹیفکیٹ کی منسوخی کیلئے پیش کر دیے جائینگے۔" محمد سرور شاہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

منچوریا میں مسلمان

منچوریا میں مسلمانوں کی تعداد بیس لاکھ سے متجاوز ہے۔ ان میں پندرہ ہزار مسلمان ترکی نژاد ہیں جو ایدل اورال سے ہجرت کر کے منچوریا میں مقیم ہو گئے ہیں اور علم۔ تجارت اور صنعت میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔

منچوریا میں تین سو سے زیادہ جامع مسجدیں ہیں اوقاف بہت زیادہ ہیں جن سے کافی رقمیں وصول ہوتی ہیں۔ اب مسلمانوں نے ایک جمعیۃ بنائی ہے۔ جس نے تمام اوقاف کا انتظام اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ اور انکی آمدنی سے مسلمان بچوں کی تعلیم کا بندوبست کر رہے ہیں۔ بہت سے مکتب کھول دیئے گئے ہیں؛

سلطنت برطانیہ

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کا رقبہ ایک کروڑ ۳۳ لاکھ ۵۶ ہزار سات سو انسٹھ میل ہے۔ اور اس میں ۵۴ کروڑ افراد آباد ہیں۔ برطانیہ کے بعد روس کا نمبر آتا ہے۔ جس کے ماتحت ساڑھے ۱۷ کروڑ نفوس ہیں۔ بقیہ بڑی بڑی استعماری طاقتوں کی کیفیت یہ ہے:-

حکومت	نفوس
جمہوریہ امریکہ	۱۴ کروڑ
جاپان	۱۲½ کروڑ
فرانس	۱۱ کروڑ

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ آدھی سے زیادہ دنیا استعمار پرستوں کے قبضے میں ہے سلطنت برطانیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت مانی گئی ہے۔ نہ آجتک اتنی بڑی آبادی اور اتنا بڑا رقبہ ایک جھنڈے تلے جمع ہوا۔ اور نہ آئندہ اس قسم کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔ دنیا کی کسی دوسری تین۔۔۔ سلطنتوں کو اکٹھی کیجئے۔ سلطنت برطانیہ کی آبادی ان کے مقابلہ میں پھر بھی زیادہ رہے گی؛

انگریز مسلمان سوسائیٹی کا پریذیڈنٹ حج کیلئے

جب آئندہ حج کے موقعہ پر دنیا کے تمام حصوں کے مسلمان مکہ معظمہ میں جمع ہونگے تو ایک ۳۵ سالہ سکاٹ بیرونٹ بھی حاضر ہوگا۔ جس کا نام سر عمر اسٹیوارٹ وانگن ہے۔

چند روز ہوئے سر عمر جنکو مذہب اسلام قبول کئے دس سال کا عرصہ گذرا ہے۔ لارڈ ہیڈلے مرحوم کی جگہ برٹش امپائر مسلم سوسائیٹی کے لیڈر منتخب ہوئے؛

سر عمر نے ایک اخبار کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں کہا کہ جب وہ مکہ معظمہ کے قریب پہنچینگے۔ تو احرام باندھینگے۔ اور یوروپین لباس اُتار دینگے۔ سر عمر نے کہا کہ اس وقت انگلستان میں ۵ ہزار اسلام کے پیرو موجود ہیں؛

(حقیقت)

وصیتیں

۴۴۲۲ منکہ امۃ القریش بنت میاں خدا بخش اعوان عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن محلہ نو ڈاکخانہ ڈیگری تحصیل و ضلع پشاور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں میری جائیداد منقولہ مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ نقد ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہ رقم باقساط یا یکمشت ادا کر کے رسید حاصل کرونگی۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد بھی میری ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ لہذا یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدیتی ہوں تا سند رہے۔

گواہ شد: عبدالمجید احمدی سکنہ محلہ نو دروازہ ڈیگری شوہر موصیہ۔ العبد: نشان انگوٹھا دست راست امۃ القریش محلہ نو دروازہ ڈیگری پشاور۔ گواہ شد:

۴۴۲۷ منکہ زینب بی بی زوجہ عزیز احمد صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ نشینی عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ نو ڈیگری تحصیل و ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد منقولہ مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہ رقم باقساط یا یکمشت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرا کر رسید حاصل کرونگی۔ میری وفات کے بعد اس کے علاوہ اگر کوئی میری دوسری جائیداد ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسوقت میری جائیداد منقولہ کوئی نہیں۔ گواہ شد: بشیر الدین احمد محلہ نو پشاور شہر۔ العبد: زینب بی بی بقلم خود۔ گواہ شد: عبدالمجید احمدی محلہ نو پشاور شہر۔ گواہ شد: عزیز احمد شوہر موصیہ۔

۴۴۲۸ منکہ حمیدہ بیگم زوجہ عنایت الٰہی قوم راجپوت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن نبی پور تحصیل و ڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵/۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرا حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اور اسکے علاوہ میرے زیورات اور دیگر اشیاء جنکی مجموعی قیمت تقریباً یکصد روپیہ ہے۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں جو میں انشاء اللہ ادا کرونگی۔ اس کے علاوہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو جائے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ گواہ شد: خورشید احمد ساکن نبی پور تحصیل گورداسپور۔ العبد: حمیدہ بیگم موصیہ بقلم خود ۲۵/۱/۳۵۔ گواہ شد: عنایت الٰہی کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس گورداسپور۔

بھائی عبدالرحمن احمد قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔